رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵۲  ۰  یہ اخبار ہفتہ وار ہر جمعہ کے دن امرتسر سے شائع ہوتا ہے

### اغراض ومقاصد

(۱) دین اسلام اور سنت نبی علیہ السلام کی اشاعت کرنا۔

(۲) مسلمانوں کی عموماً اور جماعت اہلحدیث کی خصوصاً دینی و دنیوی خدمات کرنا۔

(۳) گورنمنٹ اور مسلمانوں کے باہمی تعلقات کی نگہداشت کرنا۔

### قواعد وضوابط

(۱) قیمت بہرحال پیشگی آنی چاہیئے۔

(۲) جواب کیلئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیئے۔

(۳) مضامین مرسلہ بشرط پسند مفت درج ہونگے ورنہ ناپسند محصولڈاک آنے پر واپس۔

(۴) جس مراسلہ سے نوٹ لیا جائیگا وہ ہرگز واپس نہ ہوگا۔

(۵) بیرنگ ڈاک اور خطوط واپس ہونگے۔

### شرح قیمت اخبار

والیان ریاست سے سالانہ ۱۵ عـہ
رؤسا و جاگیرداران سے 〃 ۱۰ للعہ
عام خریداران سے 〃 ۴ عـہ
〃 〃 ششماہی ۲ عـہ
ممالک غیر سے سالانہ ۱۰ شلنگ

### اُجرت اشتہارات کا فیصلہ

بذریعہ خط وکتابت ہوسکتا ہے۔

جملہ خط وکتابت وارسال زر بنام مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ (مولوی فاضل) مالک اخبار اہلحدیث امرتسر ہونی چاہیئے

امرتسر ـ ۲۳ ـ شعبان المعظم ۱۳۵۰ھ مطابق یکم جنوری ۱۹۳۲ء یوم جمعۃ المبارک

(۱۶۱)

### فہرست مضامین



## مسلمانوں سے خطاب

دہر کی اے قوم رسوا جلد تر ہُشیار ہو
دشمنوں کی ٹھوکروں سے بھی تو اب بیدار ہو

اے کہ اسلامی چمن کے تم کبھی تھے تازہ پھول
اے کہ غیروں کی نظر میں تم کھٹکتے خار ہو

ایک مذہب ایک ملّت اور تم میں یہ دوئی
واقعی کیا تم مطیع احمدِ مختار ہو؟

شیخ! تیری مذہبی کمزوریوں سے خوف ہے
کچھ دنوں میں اور تیرے دوش پر زنار ہو

کیا شریعت کی اجازت ہے، ہو تم مختلف
دو مسلمانوں میں باہم جوتی و پیزار ہو

---

مرمٹو ناموس دیں پر مسلمو! تم مرمٹو
ہر عدو کا سر کچلنے کے لئے تیار ہو

اس طرح کی باہمی تنظیم تم قائم کرو
قوم کا ہر بچہ بچہ تابع سردار ہو

دشمنوں کے تندی دل پر اسطرح چھا جاؤ تم
ایک دم پیچھا چھڑانا پھر اُنہیں دشوار ہو

سر بکف جو ہو چکا شاکر اُسے پھر خوف کیا
گیس ہو یا توپ ہو بندوق یا تلوار ہو

(شاکر گیاوی)

# ملکی مطلع

## کشمیری مسلمانوں میں اختلاف

### سوءِ خاتمہ کا خوف

دو مرغ جنگ کنند فائدہ تیر گر

کشمیری مراسلات کے ذریعہ اطلاع آئی ہے کہ کشمیر میں کارکنان کے درمیان اختلاف والے سے مخالفت تک نوبت پہنچ گئی۔ جس کی ترقی کا مزید خطرہ ہے۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ اس اختلاف کا ظاہری سبب قادیانیت ہے سارے ملک کے نمائندے سات ارکان بنائے گئے ہیں۔ جن میں ایک رکن قادیانی بھی ہے۔ جمہور امت قادیانی کا دخل نہیں چاہتی۔ شیخ عبد اللہ لیڈر اس کے خلاف ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ یہ وقت ان باتوں کا نہیں۔ نیز شیخ عبد اللہ کی وضع قطع اور انگریزی پوشش پر بھی لوگ معترض ہیں۔ اس کی وجہ سے شیشہ وحدت میں شگاف آگیا یا آجانے کا خطرہ ہے ہم اس بارے میں تینوں گروہوں کو پہلے تو یہ سمجھاتے ہیں کہ یہ وقت تمہارے اختلاف کا نہیں۔ قادیانی کو پہلے داخل نہ کرتے تو خوب ہوتا لیکن جب داخل ہو گیا۔ تو اب اس کے اخراج پر جھگڑا پیدا نہ کریں۔ ہم اپنی رائے کی تائید میں شیخ سعدی مرحوم کا ذل پیش کر سکتے ہیں۔ جو فرما گئے ہیں

> برو ئے خود در طماع باز نتواں کرد
> چو باز شد بدرشتی فراز نتواں کرد

ہاں شیخ عبد اللہ اور ان کی پارٹی کو بھی توجہ دلاتے ہیں کہ وہ ذرا نظر بلند اٹھا کر دیکھیں تو ان کو نپولین بونا پارٹ نظر آئیگا جو باوجود فرنچ ملحد ہونے کے مسلمانوں کی تالیف کی غرض سے جامع مسجد مصر میں نماز جمعہ پڑھا کرتا تھا۔ دوسری مثال ان کو مرحوم انور پاشا کی ملے گی جنہوں نے طرابلس میں پہنچ کر وہاں کے متدین طبقے کی تالیف کرنے کو داڑھی لمبی رکھ لی تھی۔ سیاسی آدمی کا تو اصول آئی عام کا اصول ہوتا ہے۔ پھر یہ اختلاف کیوں۔ قادیانی ممبر تو ہم سمجھا نہیں سکتے۔ کہ اختلاف دور کرنے کو وہ اپنا دخل لیں۔ کیونکہ ان کا اس میں مقصد فوت ہوتا ہوگا جو اشاعت قادیانیت ہے۔ پس اہل کشمیر اعدا کے داؤ پیچ سے بچکر باہمی اتفاق سے رہیں۔ ایسا نہ ہو کہ یہ مثل صادق آجائے

دو مرغ جنگ کنند فائدہ تیر گر

---

## گاندھی جی اور مرزا صاحب قادیانی

آج دوسری مرتبہ ہم نے ہندوستان کے ان دو لیڈروں کو عنوان میں جمع کیا ہے۔ قطع نظر مذہبی اختلاف کے ہم ان دونوں کو ہندوستان کے بڑے آدمی جانتے ہیں۔ اس عنوان کے ماتحت بھی مذہبی نقطہ نگاہ سے گفتگو نہیں ہے۔ بلکہ محض ان کی کامیابی و عدم کامیابی سے ہے۔

مرزا صاحب نے جو اپنے مقاصد بیان کئے تھے وہ اتنے عالیشان تھے کہ اگر ان میں وہ کامیاب ہو جاتے تو آج نہ ہندوستان میں کوئی اختلاف ہوتا نہ حکومت غیر نسبت گرہ نہ گول میز کانفرنس ہوتی نہ اس کی ضرورت پڑتی کیونکہ وہ اپنی حرکت کا منتہا دنیا کی اقوام میں وحدت فرماتے تھے۔ وحدت بھی وہ جو مذہب اسلام پر سب کے اجتماع سے حاصل ہو (حیثیہ مسیح) لیکن اس مقصد میں مرزا صاحب کو جو کامیابی ہوئی وہ عیاں را چہ بیان۔ باوجود اس کے ان کے اتباع ان کو بڑھاتے چلے جاتے ہیں۔ بلکہ وہ مرزا صاحب کے اس مقصد اور دعوے میں فیل ہونے پر غور بھی نہیں کرتے۔ اسی طرح گاندھی جی انگلستان گئے تھے تو یہ مقصد لیکر گئے تھے کہ میں وہی کہوں گا جو کانگرس نے اپنا مقصد قرار دیا ہے۔ یعنی مکمل آزادی۔ چنانچہ انہوں نے ایسا اعلان کیا لیکن اس میں کامیابی نہ ہوئی۔ اس کا ثبوت یہ کافی ہے کہ ارکان کانگرس مثل روز اول نافرمانی کرنے پر تلے بیٹھے ہیں بلکہ صوبہ متحدہ میں دارو گیر شروع ہو گئی ہے۔ بہت سے لیڈران کانگرس گرفتار اور نظر بند ہو چکے ہیں۔ باوجود اس ناکامی کے گاندھی جی کے اتباع بدستور ان کو اسی نظر سے دیکھتے ہیں۔ جس نظر سے پہلے دیکھتے تھے

**ہمارا عندیہ** یہ ہے کہ گاندھی جی گو اپنے مقصد میں کامیاب ہو کر نہیں آئے مگر ان کو اس میں ملامت نہیں کیونکہ ان کا دعوے یہ نہ تھا کہ میں آزادی لے کر آؤں گا۔ بلکہ یہ تھا کہ چونکہ میں کانگرس کا نمائندہ ہوں اس لئے کانگرس کا نصب العین کانفرنس میں ظاہر کروں گا۔ چنانچہ انہوں نے اپنی تقریروں میں ایسا کیا۔ رہی ناکامی سو اس کا جواب وہی پرانا شعر ہے

> شکست و فتح تو قسمت سے ہے و لے اے میر
> مقابلہ تو دلِ ناتواں نے خوب کیا

برخلاف اس کے مرزا صاحب قادیانی کی مطبوعہ تحریرات صاف ہیں کہ میں ایسا کروں گا۔ بلکہ یہاں تک بھی کہ اگر میں ایسا نہ کروں۔ تو میں اپنے دعوے میں جھوٹا۔ اس لئے مرزا صاحب کی نسبت یہ کہنا کہ وہ اپنے مقصد اور دعوے دونوں میں ناکامیاب رہے بجا ہے۔ اور گاندھی جی نے اپنا دعوے پورا کر دیا مگر مقصد میں ناکام رہے ٹھیک ہے۔ لیکن اس ناکامی میں ان پر ملامت نہیں کیونکہ ایسا ہونا ان کے بس کی بات نہیں نہ ان کا دعوے تھا۔